اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرو!

ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم

تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ___! یہ قرآنِ مجید کی بڑی جامع پکار اور بار بار متوجہ کرنے والی یاددہانی ہے، جس پر اہلِ ایمان کو زندگی کے تمام معمولات سرانجام دیتے ہوئے خصوصیت کے ساتھ اپنی توجہ دینی اور مہلتِ عمل ختم ہونے، یعنی موت آنے سے پہلے پہلے اپنی خطاؤں، قصوروں اور غلطیوں کی معافی طلب کرنی چاہیے، اور یہ عمل بار بار دُہرانا چاہیے۔ اپنے خالق و مالک اور معبودِ حقیقی کے حضور استغفار کرنا نہ تو شرم کا باعث ہے، نہ عار کی بات۔ یہ تو بندگی کی شان اور اُس کے اور ربّ کے درمیان معاملہ ہے۔ مگر ہے بہت اہم اور انسان کے دائمی مستقبل، یعنی آخرت کے لیے انتہائی فیصلہ کن۔

اِس بات کا قوی امکان ہے کہ بشری تقاضوں اور انسانی فطرت کے زیراثر انسان سے خطائیں سرزد ہوں، قصور اور کوتاہیاں ظاہر ہوں، اپنے ربّ کے حق میں بھی اور اُس کے بندوں، مخلوق کے حق میں بھی۔ مگر اللہ ہمارا خالق و مالک، آقا و مولا جو بہت رحمٰن و رحیم ہے، نے اپنے بندوں کو بھی نہ تو گناہوں، خطاؤں کی ظلمتوں میں بھٹکتا چھوڑا ہے، نہ کسی بندگلی میں دھکیلا ہے، جہاں تلافیِ مافات کی کوئی صورت نہ ہو اور نہ کوئی واپسی ہی کا راستہ میسر ہو۔ توبہ ایسا ہی ایک اللہ کو بے حد پسندیدہ عمل ہے جو انسان کو ضمیر کا بوجھ اور قصور و خطا کی دلدل سے نجات عطا کرتا ہے۔ اسی لیے اللہ اور اُس کے رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ ایمان ہی نہیں، کائنات کے تمام انسانوں کو توبہ و استغفار کی بار بار دعوت دی اور تلقین کی ہے۔

● **توبہ کا مفہوم:** توبہ کا لفظی معنٰی پلٹنا، واپس آنا، رجوع کرنا ہے۔ انسان سے اگر کوئی ایسی خطا اور قصور سرزد ہو جائے، جو شرعی طور پر بھی ممنوع ہو اور اخلاقی طور پر بھی۔ جب بھی اُسے

اپنی غلطی اور کوتاہی کا احساس ہو، وہ اپنے اُس رویے سے رجوع کرے، غلطی کی اصلاح اور تلافی کرنے کا فیصلہ کرے، غلط راستے کو فوری طور پر ترک کر کے درست رویہ اور سمت اختیار کر لے، تو تائب کہلائے گا اور اُس کا یہ رویہ توبہ کے مترادف ہوگا۔ یہ کس قدر جہالت اور حماقت ہوگی کہ ایک انسان کو اُس کے راستے، رویّے، عمل یا عقیدے کی غلطی کا علم بھی ہوجائے اور وہ اُس کی خرابیوں، خامیوں، ہلاکتوں اور نقصانات و بُرے نتائج سے آگاہ ہونے کے باوجود اُسی راستے پر چلتا رہے۔ کسی بھی ذی شعور انسان کے لیے ایسا ممکن ہے، نہ مناسب۔ یقیناً وہ درست راستے کی طرف پلٹ کر جانبِ منزل روانہ ہوگا۔

اسلامی تعلیمات میں توبہ کا تعلق انسان کے عقائد و اعمال سے ہے۔ اِن سب کی تفصیل اور درست راستوں کی وضاحت اور مطلوب اعمال وعقائد کی نشان دہی، اللہ اور اُس کے رسولؐ کی تعلیمات، احکامات، یعنی قرآن و حدیث میں موجود ہیں۔ اہلِ ایمان کے لیے تو ہرگز جائز ہے نہ ممکن کہ وہ اِن بتائے گئے راستوں، اُصولوں اور عقائد و اعمال سے مختلف رویوں کا انتخاب کریں۔ اس حوالے سے اُن پر لازم ہے کہ وہ حد درجہ محتاط رہیں۔ قرآن وحدیث، سنتِ طیبہ اور سیرتِ طیبہ کے ساتھ علما و صلحا و اتقیاے اُمت کے ساتھ فکری و عملی طور پر وابستہ رہیں۔ یقیناً گمراہی کے امکانات کم ہوجائیں گے۔ اور اگر شیطان کے بہکاوے، بشری کمزوریوں یا کسی دوسری وجہ سے اُن سے قصور، خطا، اور غلطی سرزد ہوجائے تو اُن پر لازم ہے کہ فوراً تَابَ وَاَصۡلَحَ، درست راستے کی طرف پلٹ کر، اپنی غلطی کی اصلاح اور تلافی کر کے رب، رحمٰن ورحیم کی بارگاہ میں مغفرت طلبی کے لیے رجوع کریں۔ اسی عمل کو توبہ کہا جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ گناہ کرنے سے انسان کے دل پر سیاہ نقطے پڑ جاتے ہیں اور اگر وہ انسان توبہ کر لے تو یہ سیاہی دُور ہوجاتی ہے، بصورتِ دیگر یہ سیاہی سارے دل پر پھیل کر انسان کو توبہ و استغفار اور غلطی کے احساس وشعور سے محروم کر دیتی ہے۔

● **خطاکار بندے اور اللہ کا تعلق:** قرآنِ عظیم میں گناہ سرزد ہوجانے کو دل پر مَیل چڑھ جانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ كَلَّا بَلۡ سكتہ رَانَ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ (المطففین ۸۳:۱۴) ”خبردار! لوگوں کے دلوں پر میل کچیل کی تہیں چڑھی ہوتی ہیں“۔ انسان طبعاً گندگی کو ناپسند کرتا اور کراہت

محسوس کرتا ہے۔مگر جب میل کچیل کی تہیں بڑھ جائیں،تو اُس کی ناگواری کی حِس دَم توڑ دیتی اور اُس سیاہی، گندگی اور اُس کی بُو کو قبول کرلیتی ہے۔ پھر وہ شخص اِس کے وجود اورشعور سے عاری ہوجاتا ہےاور اُسے دُور کرنے کی فکر سے بے نیاز۔اسلام نے تو معمولی سے معمولی گندگی اور کراہت کی ہرچیز خواہ وہ منہ کی بدبو ہو، بالوں، ناخنوں میں بے ہنگم اضافہ، یا جسم سے خارج ہونے والی ریح،خون، پیپ یا کوئی اورصورت کو ناپسند کیا ہے۔غسل، وضو، صفائی کا حکم اس طرح دیا کہ اُسے نصف ایمان گردانا گیا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ طہارت و پاکیزگی کا علَم بردار دین دل کے زنگ، آلودگی، میل اور سیاہی کو پنپنے دے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک معروف حدیث کے مطابق دلوں کو زنگ لگ جاتا ہے جیسا کہ لوہا اگر وہ کھلی فضا میں پڑا رہے تو نمی سے زنگ آلود ہوجاتا ہے۔ دل گناہوں سے زنگ آلود ہوجاتے ہیں۔اس زنگ کو دُور کرنے اور دل کو مجلّٰی و مصفّٰی بنانے کا طریقہ تلاوتِ قرآن اورموت کے ذکر کی کثرت کو بتایا گیا۔ بالکل اسی طرح دل کے میل، گندگی اور آلایشوں سے نجات وخلاصی کا دوسرا اور بنیادی طریقہ اللہ ربّ العزت کی بارگاہ میں توبہ واستغفار ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت کردہ ایک حدیث کے مطابق اللہ اپنے اُس خطاکار بندے سے بہت خوش ہوتا ہے جو اپنے قصور و خطا کی معافی طلب کرنے کے لیے اُس کی بارگاہ میں سرجھکائے، ہاتھ اُٹھائے اورتوبہ کرے۔اُس شخص کی خوشی سے بھی زیادہ، جولق ودق صحرا میں سفر کرتے ہوئے اپنے سامانِ زیست سے لدی ہوئی اُونٹنی سے محروم ہوجائے،اُسے اپنی موت سامنے نظر آرہی ہو، پھراچانک وہ اُونٹنی اُسے مل جائے۔ نااُمیدی، مایوسی اور ہلاکت کے اندیشوں سے نجات کے عالم میں اُس کی ناقابلِ بیان خوشی کا جو انداز اور اظہار کا جو بے ساختہ پن ہوگا اور خوشی و بےخودی کے عالم میں وہ اللہ کا شکرادا کرتے ہوئے اُسے اپنا بندہ اورخود کو اُس کا ربّ کہہ گزرے،تو اللہ ربّ العالمین اُس پرغصہ کرنے کے بجاے مسکرادیتے ہیں۔اللہ کی یہ خوشی توبہ کرنے والے بندے کے لیےاس سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

اللہ یقیناً یَقۡبَلُ التَّوۡبَۃَ عَنۡ عِبَادِہٖ ’’اپنے بندوں کی توبہ کو قبول کرتے ہیں‘‘ مگراس کے لیے ایک مہلت طویل بھی ہے اور محدود بھی۔ انسان سے ساری زندگی میں بلاارادہ بے شمار قصور

سرزد ہوں، لیکن اگر موت سے پہلے اور زندگی کی آخری ہچکی سے قبل توبہ کرلے، تو اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے ــــ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۔ مگر یہ مہلت اس طرح محدود ہے کہ کسی کو کیا خبر کہ اُس کی موت کب آئے گی، وہ کتنا اور جیئے گا اور کب اُس کی آخری ہچکی ظہور پذیر ہوگی؟ اِس اعتبار سے توبہ کی مہلت بہت قلیل ہے۔ بندے کو غلطی کا احساس ہونے کے بعد توبہ میں ہرگز تاخیر نہیں کرنی چاہیے، اور فوراً ربّ، رحمٰن اور رحیم کی بارگاہ میں سر جھکا دینا اور ہاتھ اُٹھا دینے چاہییں۔

اگر انسان جان بوجھ کر گناہ، قصور اور خطا نہ کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کے مطابق جسے امام مسلمؒ نے اپنے مجموعۂ احادیث میں شامل کیا کہ ایک دن میں بندۂ خدا ایک سو بار بھی خطا کرے اور اللہ کے حضور معافی طلب کرے تو اُس کی توبہ قبول کی جاتی ہے۔ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ''اللہ سے توبہ اور استغفار کرتے رہا کرو''۔ فَاِنِّيْ اَتُوْبُ فِي الْيَوْمِ مِأَةَ مَرَّةٍ۔ اس کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دن میں سو بار خطائیں اور قصور سرزد ہوتے تھے۔ یقیناً وہ تو معصوم عن الخطا تھے۔ یہ تو اُمت کے لیے تعلیم ہے کہ خواہ خطائیں ہوں یا نہ ہوں، وہ بار بار بارگاہِ الٰہی میں توبہ اور مغفرت طلب کرتے رہیں۔ ممکن ہے اُن سے اَنجانے میں کچھ ایسے قصور سرزد ہو گئے ہوں، بڑے یا چھوٹے، جن کا اُنھیں شعور و اِدراک نہ ہو سکا ہو۔ یوں وہ بھی معاف ہو جائیں گے۔ اور اگر یہ نہ بھی ہو تو بھی اللہ کو اپنے بندوں کا اپنی بارگاہ میں بار بار پلٹنا، رجوع کرنا اور توبہ کرنا، استغفار کرنا یقیناً بہت محبوب ہے۔ اور یہ استغفار بندوں کے لیے دیگر بے شمار انعاماتِ الٰہی کا موجب بن جاتا ہے۔

توبہ کے حوالے سے قرآنِ عظیم نے دو مختلف رویوں کی نشان دہی کی۔ ایک حضرت آدم وحوا علیہما السلام کا رویہ اور دوسرا شیطانِ مردود کا طرزِ عمل۔ اللہ ربّ العزت نے حضرت آدمؑ وحواؑ کو جنّت میں ایک مخصوص درخت کے پاس جانے اور اُس کا پھل کھانے سے منع کیا۔ جب اُن سے غلطی سرزد ہوگئی، تو فوراً اُس کا احساس و ادراک ہو جانے کے بعد ربّ العزت کی بارگاہ میں پلٹے، اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور مغفرت کے خواستگار ہوئے: رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ''اے ہمارے پروردگار ہم سے بھول ہوگئی اور ہم نے خود اپنے ہاتھوں خود پر ظلم ڈھا لیا''۔ وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۲۳ (الاعراف ۷:۲۳) ''اے مالک! اگر آپ نے ہمیں معاف

نہ کیا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو یقیناً ہم بڑے خسارے سے دوچار ہوجائیں گے''۔

دوسری طرف جب شیطان مردود نے اللہ کے بے شمار انعامات، احسانات، تقرب وفضیلت عطا کیے جانے کے باوجود اللہ کے حکم کی مخالفت کی، بجاے اپنی غلطی تسلیم کرنے اور طالبِ مغفرت ہونے کے سرکشی، بغاوت اور طغیانی کا راستہ اپنایا۔ اپنی اصلاح اور توبہ کے بجاے اپنی غلطی کا الزام بھی اللہ پر لگا دیا۔ لہٰذا، اللہ نے اُس پر ہمیشہ کے لیے توبہ کے دروازے بند کردیے اور اُسے اپنی بارگاہ سے مستقلاً خارج کردیا۔

● **قبولیتِ توبہ کی شرائط:** قبولیتِ توبہ کے لیے قرآن میں چند شرائط کا ذکر ہے۔ پہلی یہ کہ انسان اپنی غلطی کا احساس ہوجانے پر حضرت آدمؑ وحواؑ کی طرح اعترافِ خطا کرے۔ خود کو کسی فریب کا شکار ہونے دے نہ کسی بے بنیاد اور بے حیثیت سہارے کے آسرے پر رہے۔ اللہ کے سوا معاف کرنے اور سزا سے بچانے پر کوئی ذرّہ برابر بھی قادر نہیں۔ دوسری شرط یہ ہے کہ معافی کے لیے انسان اللہ کی طرف رجوع کرے۔ کسی قسم کی فکری و عملی بغاوت، سرکشی اور بے نیازی کا مظاہرہ نہ کرے۔ انسان کو دنیا بھر میں کہیں امان مل سکتی ہے نہ سکون، سواے رب العالمین، پروردگار و مالک، رحیم و کریم خداے برحق کے دامنِ عفو وکرم اور سائبانِ رحمت کے۔ تیسری شرط یہ ہے کہ وَاَصۡلَحَ، انسان فی الفور اپنی غلطی کی اصلاح، کوتاہی کی تلافی کرے، بگڑی ہوئی بات کو درست کرلے۔ یہ گناہ، خطا اور کوتاہی برقرار رہے، توبہ کی قبولیت اور مغفرت کی اُمید کی جائے، ناممکن ہے کہ بارآور ہو، توبہ قبول اور معافی مل سکے۔ قرآن میں یہ دونوں شرائط بار بار دُہرائی گئیں: تَابُوۡا وَاَصۡلَحُوۡا، اس کے ساتھ ایک اور شرط لگائی گئی: وَبَيَّنُوۡا، اپنی غلطی کو اچھی طرح جان کر اس عزم وارادے اور اعلان کو واضح کیا جائے کہ وہ دوبارہ اس بُرے کام اور غلطی سے شعوری طور پر خود کو دُور اور باز رکھے گا۔ اس عزم واعلان کے بغیر بھی توبہ کی قبولیت ممکن نہیں۔

توبہ کی قبولیت کی ایک اہم شرط ندامت اور اللہ کے حضور آنسو بہا کر، گڑگڑا کر توبہ کرنا ہے۔ جو شخص توبہ کی فوری قبولیت کا خواہش مند ہو، اُس پر لازم ہے کہ دل میں اپنے گناہ اور خطا پر شرمندگی محسوس کرے اور حتی الوسع تلافی کے بعد اللہ کے حضور پیش ہو۔ گناہ اور خطا پر بغاوت، سرکشی، اطمینان کا احساس اور پشیمانی کے جذبے سے عاری توبہ شاید زبان سے بھی اچھی طرح ادا نہ

ہو سکے اور توبہ توبہ کے لفظ ادا ہو بھی جائیں تو دل کا حال تو اللہ خوب جانتا ہے۔ توبہ لوگوں کو دکھانے، جتانے کے لیے نہ کی جائے۔ دل کے خالص جذبے، شرمندگی کے قوی احساس، غلطی کے واضح شعور، تلافی اور عاجزی کے ساتھ ربّ، رحمٰن و رحیم کی بارگاہ میں چھپ چھپا کر، لوگوں کی نظروں سے بچ بچا کر، سجدے میں گر کر، آہ وزاری کے ساتھ پیش کی جائے، تو توبہ کہلائے گی۔

توبہ کرنے والے پر لازم ہے کہ حُسنِ عمل کے ذریعے اپنے ربّ کو اپنی سچائی اور خلوصِ نیت کا یقین دلائے۔ اگرچہ اللہ کو سب کچھ خبر ہے۔ نیتیں، ارادے، عزائم، سینے کے راز، سب کچھ۔ تاہم، عملِ صالح بھی مطلوب ہے، جو اس توبہ کو مزید مؤثر و کارگر بنا دے گا۔ سورۂ مریم میں ارشادِ الٰہی ہے: مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا (مریم۱۹:۶۰) ''جو توبہ کرلیں اور ایمان لے آئیں اور نیک عمل اختیار کرلیں''۔

توبہ کے ساتھ تلافیِ مافات اس لیے ضروری قرار دی گئی کہ مہلتِ عمل اور زندگی محدود ہونے کے باعث ممکن ہے کہ گناہ وخطا کی تلافی یا حُسنِ عمل کا موقع میسر نہ آئے، اگر تاخیر کی جائے۔ بالکل اُسی طرح جیسے فرعون نے مرتے وقت ایمان لانے اور توبہ کرنے کا اعلان کیا، مگر اُس کے پاس مہلتِ عمل ختم اور موت کا لمحہ حتمی طور پر قریب آچکا تھا۔ لہٰذا یہ بھی توبہ کی شرائط میں سے ہے کہ گناہ کے فوراً بعد توبہ کی جائے، اس کو نہ تو مؤخر کیا جائے، نہ ٹالا جائے۔ قرآن نے رہنمائی عطا کی: اِنَّمَا التَّوۡبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السُّوۡٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوۡبُوۡنَ مِنۡ قَرِيۡبٍ (النساء۴:۱۷)۔ اس آیت میں ایک اور پہلو سے رہنمائی کی گئی۔ اللہ پر توبہ کی قبولیت واجب ہے، مگر اُن لوگوں کے لیے جو محض نادانی میں گناہ وخطا کر بیٹھیں اور پھر فوراً توبہ کرلیں۔ جان بوجھ کر اور مسلسل اور عرصۂ دراز تک گناہ کیے چلے جانا اور وقتِ آخر توبہ کی رسمی کارروائی توبہ کے دروازے بند کرنے کا موجب ہوسکتی ہے۔ سورۃ النساء میں ارشادِ الٰہی ہے: وَلَيۡسَتِ التَّوۡبَةُ لِلَّذِيۡنَ يَعۡمَلُوۡنَ السَّيِّاٰتِ‌ۚ حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الۡمَوۡتُ قَالَ اِنِّىۡ تُبۡتُ الۡـٰٔنَ (النساء۴:۱۸) ''مگر توبہ اُن لوگوں کے لیے نہیں ہے جو بُرے کام کیے چلے جاتے ہیں، یہاں تک کہ جب اُن میں سے کسی کی موت کا وقت آجاتا ہے، اُس وقت وہ کہتا ہے کہ اب میں نے توبہ کی''۔

ساری زندگی خوب جی بھر کر گناہ کیے اور خطائیں کیں اور موت آنے پر توبہ کرنا چاہی،

ایسے لوگوں کے لیے توبہ کا دروازہ بند ہے۔ البتہ وقتِ آخر کوئی گناہ ہوگیا، ندامت کے احساس، تلافی کے جذبے اور سچے عزم کے ساتھ توبہ کی جائے، تو موت کی آخری ہچکی سے پہلے توبہ کا دروازہ کھلا رہتا ہے، مگر عادی مجرم اور سرکش و باغی انسان کے لیے نہیں۔

سورۃ النساء ہی میں قبولیتِ توبہ کے کچھ اور پہلو بتائے اور دُہرائے گئے: تَابُوْا، لوگ توبہ کریں، وَاَصْلَحُوْا، کیے گئے گناہ یا خطا کی تلافی اور اصلاح احوال کرلیں۔ وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ، اللہ کی تعلیمات، احکامات، ہدایات، اللہ کی ذات سے جڑ جائیں، یعنی شیطان اور بُرائی کے راستوں سے یکسر خود کو علیحدہ کر کے اللہ کے راستے پر چلنے لگیں۔ وَاَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ، اپنے دین، یعنی نظام و معاملات و معمولاتِ حیات کو اللہ کے لیے خالص، اُس کے اور رسولؐ کے احکامات وقوانین اور فرامین کے تابع کرلیں، تو اُن کی توبہ قبول ہوگی، اور فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ، ایسے لوگوں کا شمار اور معاملہ اہلِ ایمان کے ساتھ ہوگا۔

ایسے لوگ جو اِن شرائط کو پورا اور ہدایات کو اختیار کرتے ہوئے بارگاہِ ربّ العالمین میں توبہ کے لیے دستِ دُعا اُٹھائیں گے، آنسو بہائیں اور گڑگڑائیں گے تو اللہ فرماتے ہیں: اَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ، میں بہت بہت توبہ قبول کرنے والا اور اپنے بندوں پر اُن کی توقعات سے بڑھ کر رحم و کرم کا معاملہ کرنے والا ہوں۔ اللہ ایسی سچّی اور مخلصانہ توبہ کرنے والوں کو بہت محبوب رکھتا ہے، اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ ۔ اللہ جس سے محبت کرے، اُس کی نیک بختی، خوش نصیبی اور سعادت کا کیا ٹھکانہ ہوگا، اور کون بندہ ایسا ہوگا جو گناہ و خطا بھی کرے اور اللہ کی محبت اور رحم و کرم کا متمنی نہ ہو اور بے نیازی کا رویہ اختیار کرے۔

● **توبہ کرنے والوں کے لیے انعامات:** قرآن بتاتا ہے کہ اللہ توبہ کرنے والوں کو متعدد انعامات سے نوازتا ہے۔ حضرت آدمؑ نے جب جنّت میں اپنے قصور پر معافی مانگی، تو اللہ ربّ العالمین نے اُنھیں نبوت عطا کر کے انسانیت کی رُشد و ہدایت کے منصب پر فائز کردیا اور انسانوں کا باپ، جدالاجداد بنادیا اور قیامت تک اُن کی نسل کو تکریمِ آدمیت اور شرفِ انسانیت سے بہرہ وَر کر کے اشرف المخلوقات بنادیا۔

ظلم، زیادتی اور گناہ و خطا کے بعد توبہ اور اصلاحِ اعمال کا نتیجہ یہ بھی ہوتا ہے کہ اللہ بھی

بندے کی طرف متوجہ ہوتا اور اُسے اپنی رحمتوں اور مغفرتوں کے حصار میں لے لیتا ہے۔ سورۃ المائدہ میں ارشادِ الٰہی ہے: فَمَنۡ تَابَ مِنۡۢ بَعۡدِ ظُلۡمِهٖ وَاَصۡلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوۡبُ عَلَيۡهِ ؕ (المائدہ۵:۳۹)۔ گویا اللہ بھی اُس کی طرف توجہ فرمائے گا۔ ایک دوسری جگہ سورۃ الانعام میں ارشاد فرمایا: مَنۡ عَمِلَ مِنۡكُمۡ سُوۡٓءًۢا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ وَاَصۡلَحَ ۙ فَاَنَّهٗ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۵۴﴾ (الانعام۶:۵۴)۔ جو شخص نادانی سے کوئی خطا کر بیٹھے، پھر اُس کے فوراً بعد اللہ کی طرف پلٹ آئے، توبہ واستغفار کرے اور غلطی کو درست کرلے، تو اللہ بہت معاف اور رحم کرنے والا ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ اللہ اپنے بندے کی طرف رُخ نہ کرے، توجہ نہ کرے، اُس کی توبہ قبول نہ کرے، اُسے معاف نہ کرے، اُس پر اپنے رحم و کرم کا سایہ نہ کرے۔ اللہ کا بندے کی طرف پلٹنا یہی ہے کہ وہ اُسے معاف کردے، اُس کے دامن سے اُس قصور کو دھو ڈالے، اور اُس پر اپنے انعامات کی بارش برسا دے اور اُس کو اہلِ ایمان میں شمار کرتے ہوئے اپنی محبت سے نوازے۔

اللہ توبہ کرنے والے بندوں پر ایک اور بڑا انعام یہ کرتا ہے کہ اُن کی خطاؤں کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔ سورۃ الفرقان میں ارشاد ہوا: اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمۡ حَسَنٰتٍ (۲۵:۷۰)، توبہ، ایمان اور عملِ صالح اُس بندے کو اس انعام کے اہل بنا دیتے ہیں کہ ربِّ کریم اپنی خاص رحمت سے گناہوں کو نیکیوں میں بدلنے کا انوکھا انعام کرتا ہے، جو اُس کے سوا کوئی دوسرا نہیں کرسکتا۔ اس قدر لطف و کرم، بخشش و عطا صرف اُسی کا کام ہے۔

● **توبۃ النصوح**: اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بار بار اہلِ ایمان کو متوجہ کرکے توبہ کی ضرورت و اہمیت کا احساس دلانا اپنے بندوں پر رحم و کرم کے سوا کسی اور چیز کا ثبوت نہیں۔ بس یہ کہ اُس کے بندے اُس کی طرف پلٹ آئیں، اُس کی بارگاہ میں عاجزی، اِلحاح وزاری اور مغفرت طلبی کا رویہ اپنائیں۔ زبان سے توبہ توبہ کرنے کے بجائے عملی طور پر توبہ کے سچے اور حقیقی راستے کا انتخاب کریں اور مثبت رویہ اپنائیں۔ قصور و خطا انسان کی سرشت میں شامل ہے۔ اس سے خبردار اور محتاط رہنا لازم ہے، مگر گناہ سرزد ہونے کی صورت میں، جو ناممکن نہیں ــــــ اللہ کی بارگاہ میں پلٹنا، توبہ کرنا، قصور کا اعتراف کرکے معافی مانگنا، اُس کی تلافی، اصلاح کرنا ہی بچاؤ اور دین و دنیا کی سلامتی کا واحد ذریعہ اور راستہ ہے۔ بندگانِ خدا سے مطلوب 'توبۃ النصوح' ہے۔

ایک سچی، کھری، پُرعزم اور آیندہ نہ کرنے کے پختہ ارادے کی توبہ۔ قرآن یہ بھی کہتا ہے کہ لوگوں کو کیا ہوگیا کہ وہ توبہ کے بے شمار کھلے دروازوں اور مواقع کے باوجود توبہ کیوں نہیں کرتے؟ اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَی اللّٰہِ وَیَسْتَغْفِرُوْنَہٗ ط (المائدہ ۵:۷۴)۔ کیوں اُس سے مغفرت نہیں مانگتے حالانکہ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ، اللہ بہت معاف کرنے اور رحم کرنے والا ہے۔ توبہ نہ کرنا اور اس آس و اُمید پر بیٹھے رہنا کہ اللہ معاف کر ہی دے گا، درست رویہ نہیں۔ یہ خام خیالی اور حد درجہ جہالت وحماقت ہے کہ انسان گناہ پر گناہ کرتا چلا جائے۔ توبہ و استغفار سے منہ موڑے رکھے اور اللہ پر توقع اور اُمید باندھے کہ وہ توبہ و مغفرت طلبی کے بغیر ہی اس کے گناہ دھوڈالے گا۔

اہلِ کفر بھی اگر اپنے کفر و شرک سے باز آجائیں، اللہ و رسولؐ پر ایمان لاکر، حلقہ بگوشِ اسلام ہوجائیں، اپنے ماضی کو بھلا کر گناہوں کی سچے دل کے ساتھ معافی طلب کریں، تو لازماً بخشے جائیں گے، مگر اُن پر لازم ہوگا کہ بقیہ زندگی کو اللہ کے احکام اور شریعت کے قوانین کے مطابق بسر کریں اور سابقہ گناہوں سے محتاط رہیں۔

اہلِ ایمان کو توبہ و مغفرت طلبی کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں یہ دُعا کرتے رہنا چاہیے کہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ہَدَیْتَنَا ، اے ہمارے ربّ، ہدایت و راستی عطا کرنے کے بعد، دلوں کو ہر قسم کی فکری و عملی کجی، خرابی، ٹیڑھ اور گندگی و آلودگی سے بچاتے رہنا۔ وَہَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً ج ، اور اپنی جناب سے ہمیں رحمت سے نوازتے رہنا۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَہَّابُ (اٰلِ عمرٰن ۳:۸)، اے پروردگار! آپ بہت عطا کرنے والے ہیں۔ مغفرت، رحم، کرم، انعام، ہدایت و راستی، سلامتیِ فکر و عمل، ایمان پر استقامت و استقلال اور استحکام، سب عطا فرما۔ آمین!